انسانی زندگی میں مذہب کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

Role of Religion in Human Life: An Analytical Study

* Hafiz Muhammad Sarwar

**Dr. Mustafeez Alvi

Abstract

Religion has always played an important role in human life. It has been a source of physical comfort and spiritual elevation. Its impacts and fruits have been felt and recognized by intellectuals and researchers. This article discussing the meaning and historical perspective of religion, highlights its role in human life. It explores that this is the religion that guarantees peace and beauty in the individual and social life of human beings. It also reveals the significance of religion from Islamic perspective. Islam is of the view that it is the last religion chosen by Allah Almighty. It proclaims that whoever seeks refuge in Islam and truly follows its teachings, it will make him successful in this world and in the Hereafter.

Keywords: Religion, man, society, human life

انسانی زندگی میں مذہب کا کردار ناقابلِ انکار ہے۔ انسان کسی نہ کسی انداز میں شروع ہی سے مذہب سے وابستہ رہا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی خطہ طبقہ، معاشرہ یا دور مذہب سے یکسر خالی نظر نہ آئے گا۔ آج کے دور میں، جب کہ مسلم اور مذہبی معاشروں میں بھی بہت سے لوگ مذہب کا مذاق اڑانے اور اس سے بیزاری کا اظہار کھلے عام کرنے لگے ہیں، ضروری محسوس ہوتا ہے کہ مذہب کے انسانی زندگی سے تعلق کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے کردار کو واضح کیا جائے تاکہ اس ضمن میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں کردار ادا کیا جاسکے۔ یہ مضمون اسی سمت میں ایک کوشش ہے۔ اس میں مذہب کی حقیقت سے بحث کرکے انسانی زندگی میں اس کے کردار کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانے کی

* PhD scholar Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala

** Director Faculty of Arts & Social Sciences, GIFT University, Gujranwala

سعی کی گئی ہے۔ مذہب کے انسانی زندگی میں کردار پر مختلف پہلوؤں کے حوالے سے معلومات کے لیے پہلے مذہب کی حقیقت کو سمجھنا اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کو مختلف مفکرین نے کیسے دیکھا ہے؟

مذہب کی حقیقت

جہاں تک اردو زبان میں مستعمل لفظ مذہب کا تعلق ہے، یہ عربی زبان کے لفظ " **ذهب**" سے بنا ہے، جس کے لغوی معنی چلنا اور گزرنا کے ہیں، اس لیے مذہب سے مراد چلنے کا راستہ یا زندگی گزارنے کا راستہ لیا جاتا ہے۔ قرآن میں لفظ مذہب مذکور نہیں، البتہ " ذھب " سے ماخوذ کئی تراکیب قرآن میں کئی مقامات پر آئی ہیں۔ امام راغب اصفہانی (897ء-967ء) کے مطابق:

> " **ذَهَبٌ**" سے ماخوذ "**مَذْهَبٌ**" اس شے کو کہا جاتا ہے، جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہو اور اس کی سرخی زرد (سنہری) ہو جائے، اور " **ذِهَاب**" گزر جانے والے کو کہا جاتا ہے۔[1]

دوسرے مفہوم کے مطابق مذہب، روش، طریقہ اور اعتقاد کو کہتے ہیں۔[2] ابن منظور نے (1233-1312ء) کے مطابق:

> **المذهب :المعتقد الذى يذهب اليه** [3]
>
> مذہب سے مراد وہ عقیدہ ہے جسے لوگ اپناتے ہیں۔

علامہ مرتضٰی الزبیدی (1731ء-1791ء) لکھتے ہیں:

> **"مِنَ الْمَجَازِالْمَذْهَبِ(المعتقد الذى يذهب اليه)وَذَهَبَ فُلَان لِلَّذَهَبه اتى لِمَذْهَبِهِ الَّذِئ يَذْهَبُ فِيْهِ(وَ)اَلْمَذْهَبُ(الطريقة)يُقَالُ ذَهَبَ فلان مذهبا حسنا اى طريقة حسنة والمذهب(الاصل)۔"**[4]
>
> "مذہب سے مجازاً وہ اعتقادات مراد ہیں جن پر انسان قائم ہوتا ہے، اور فلاں بندہ اپنے ٹھکانے کی طرف گیا، جس طرف اسے جانا تھا وہ چلا گیا، مقولہ ہے کہ فلاں انسان نے اچھا طریقہ اختیار کیا، یعنی اچھا راستہ۔ مذہب اصل اور بنیاد کو بھی کہتے ہیں۔"

---

[1] حسین بن محمد راغب الاصفھانی، المفردات فی غریب القرآن (مصر: المطبعۃ الٰھیہ، 1304ھ)، 181۔

[2] لوئس معلوف، المنجد (بیروت، 1951)، 240۔

[3] محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب (بیروت، دار الکتب العلمیہ: 2003)، 1: 394۔

[4] محمد مرتضٰی الزبیدی، تاج العروس من جواھر القاموس (بیروت: منشورات دار حیاۃ، 1306ھ)، 331۔

انگلش میں مذہب کا مترادف لفظ Religion ہے، جو اصل میں فرانسیسی لفظ Religiex اور لاطینی لفظ Riligio سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی عقیدہ، طریقہ عبادت اور مافوق الفطرت قوتوں کے خوف و اطاعت کے ہیں۔[5] آکسفورڈ ایڈوانس ڈکشنری آف انگلش (Oxford Advanced Dictionary of English) کی رو سے ریلیجن ایک یا زیادہ خداؤں اور ان کی عبادت سے متعلق رسوم پر عقیدے کا نام ہے۔[6] جرمن فلسفی راڈولف اوٹو (Rudolf Otto:1869-1937) کے مطابق مذہب انتہائی مقدس تصور اور تجربہ ہے۔[7] تیسری صدی کے شمالی افریقہ میں عیسائی مذہبی پیشوا لیکٹینٹیس (Lactantius :BC240-320) نے The Divine Institute (خدائی ادارے) میں لکھا ہے کہ مذہب دراصل انسانوں کو خدا کے ساتھ ملانے والے ذریعے کا نام ہے۔[8] مسیحی الٰہیات کے مفکر اور عظیم مذہبی پیشوا سینٹ آگسٹین (Saint Augustine:BC354-430) مذہب کا تعارف The City of God (خدا کا شہر) سے کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب دراصل اس رابطے کا نام ہے جو خدا اور انسانوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔[9] ای بی ٹیلر (Edward Burnett Tylor :1832-1917) کے مطابق مذہب روحانی موجودات پر اعتقاد کا نام ہے۔[10] فرانسیسی ماہر عمرانیات ایمیل ڈرخائم (Emile Durkheim : 1858-1917) مذہب کو مقدس چیزوں کے ساتھ منسلک عقائد اور رسوم کا نام دیتا ہے۔[11]

اردو میں مذہب سے مراد طریق زندگی یا خاص عقیدہ ہے، تاہم اسلامی کتب میں فقہی آراء، مسلک اور نقطہ نظر کے لیے بھی مذہب کا استعمال ہوتا ہے، عام گفت گو میں مذہب اور دین کے الفاظ مترادف مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی اپنی اصطلاح الدین ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے طرز زندگی کا مفہوم ادا کرنے کے لیے السبیل، الصراط، الطریق کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں مگر خدا کی طرف سے انسان سے مطلوب نظریہ حیات اور جامع طرز زندگی کے لیے الدین کا لفظ مستعمل ہے۔

---

5 Ronald Jhonstone , *Religion in Society*(New York: Milton Park 2016) ,13-20.

6A S Hornby , *Oxford Advanced Learner's Dictionary of Current English* (Oxford : Oxford University Press, 2005) , 212.

7 Rudolf Otto , *The Idea of the Holy* , Trans. J. W. Harvey (New York: OUP 1923), 1.

8 Lactantius , *The Divine Institute* ,Trans. Sister Mary Francis (Washington: Catholic University of America Press, 1964),90-92.

9Saint Augustine , *The City of God* , Trans. Marcus Dods (New York: Random House Inc,1950), 123.

10E. B. Tylor , *Primitive Culture* (London: Albemarle Street ,1891) , 129.

11Emile Durkheim ,*The Elementary Forms of Religious Life* ,Trans. Joseph Swain (London: George Allen & Unwin Ltd,1912),34.

مذکورہ تعریفات اور نظریات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مذہب ایک طریق زندگی ہے؛ یہ ایسے مقدس روحانی تجربے کا نام ہے، جو انسان کا خدا یا اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت سے تعلق قائم کرتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کا مختلف حوالوں سے انسانی زندگی میں کیا کردار رہا ہے اور عصرِ حاضر میں اس سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟

مذہب کی قدامت اور اس کا تاریخی کردار

مذہب کے آغاز کے بارے میں دو نظریے پائے جاتے ہیں۔ ایک ارتقائی نظریہ اور دوسرا الہامی نظریہ۔ ارتقائی نظریے کے حامیوں نے انسان کے مذہبی ارتقا کے درج ذیل مراحل بیان کیے ہیں۔ پری انی میزم: (Pre Animism) یعنی مظاہر پرستی سے قبل کا دور لامذہبیت۔ انی میزم :(Animism) دوسرا مرحلہ مظاہر پرستی تھا۔[12] جب انسان نے مختلف مظاہر فطرت کی پرستش شروع کی۔ اس کی ابتداء زمین کی پرستش سے شروع ہوئی۔ تو "دھرتی ماتا" کے بالمقابل "آسمانی باپ" کا تصور ابھرا اور سورج اور چاند کی پوجا کی جانے لگی۔ سورج اکثر مشرک قوموں کا دیوتا اور معبود رہا ہے اور اب بھی ہے۔ بھارت میں سوریہ دیوتا، مصر میں ہورس، ایرانیوں کے ہاں "ہور" یا "خور" سورج دیوتا کے مختلف نام تھے۔ سورج پرستی نے ستارہ پرستی کو بھی جنم دیا۔ جس سے علم نجوم کی بنیاد پڑی اور کائنات کی گردش کو سیاروں سے منسلک کر دیا گیا حتیٰ کہ قسمت کو لوگ آج بھی ستارہ کہتے ہیں۔ ستاروں میں سب سے زیادہ اہمیت " قطب ستارے" کو حاصل تھی کیونکہ وہ آسمان کا مرکز تھا اور سارے ستارے اس کے گرد گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ گزشتہ دو تین صدیوں سے ارتقاء کو ہر چیز کی ضروری خاصیت قرار دیا گیا ہے اور ہر تبدیلی کو ارتقاء سمجھا جانے لگا ہے۔ مشہور سائنس دان ڈارون (Darwin:1809-1882) کے اصول ارتقاء (Evolution Theory) کے تحت فرانسیسی مفکر ڈرخائم (Dur Kheim:1858-1917) نے مذہب میں ارتقاء کی تاریخ کا مطالعہ کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسانی زندگی میں مذہب کا آغاز خرافات (Totemism) سے ہوا جو شرک و بت پرستی کے مراحل سے گزر کر ایک خدا کے تصور تک ترقی کر گیا، تاہم پروفیسر شمٹ (Schimidt) کی تحقیقات نے اس کا رد کیا ہے۔ وہ اپنی مشہور کتاب The Origin and Growth of Religion میں لکھتے ہیں کہ اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان کے ابتدائی تصور کی اعلیٰ ترین

---

[12] Clarence C. Scharg and George A. Lundbergh, *Sociology* (New York: University of Washington Press,1958),24.

ہستی فی الحقیقت توحیدی اعتقاد کا خدائے واحد تھا اور انسان کا دینی عقیدہ جو اس سے ظہور پذیر ہوا وہ پوری طرح ایک توحیدی دین تھا۔[13]

ارتقائی نظریہ کے برخلاف مذہب کا الہامی نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کو جب اس دنیا میں بھیجا تو اول روز سے ہی اس کی تمام مادی ضروریات کی طرح اس کی روحانی ضروریات یعنی دینی ہدایت کا بھی سامان مہیا کیا۔اس طرح انسان اول پوری طرح ہدایت یافتہ تھا۔وہ نہ صرف توحید پرست تھا بلکہ توحید الٰہی کا پیغامبر تھا۔اس نظریے کی رو سے ابتدائے افرینش سے انسان کا اصلی مذہب توحید رہا ہے۔شرک اس وقت پیدا ہوا جب انسانی آبادی میں اضافہ اور پھیلاؤ ہوا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم دھندلی پڑ گئی۔انسانیت کو صراط مستقیم اور توحید خالص سکھانے کے لیے وقفے وقفے سے ہر زمانے میں اور ہر قوم کی طرف رسول بھیجے گئے۔

یہی بات ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے ابطال میں مولانا مودودی (1903-1979ء) نے لکھی ہے کہ تاریخ خود اس نظریے کا ابطال کرتی ہے۔ مسیح علیہ السلام سے اڑھائی ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام خالص توحید کے پرستار اور مسیح علیہ السلام سے دو ہزار برس بعد آج بھی نوع انسانی میں کروڑوں آدمی شرک کے پرستار ہیں۔[14] اس وقت دنیا میں جو بھی بڑے بڑے مذاہب عیسائیت، یہودیت اور اسلام پائے جاتے ہیں ان کے داعی خدا کے رسول تھے اور ابتداءً ان کی تعلیمات جزوی فرق سے واضح خالص توحید پر مبنی تھیں۔بعد ازیں عیسائیت اور یہودیت کے پیروکاروں نے اپنے مذاہب میں من مانی ترامیم اور تحریفات کرلیں۔علم اور انسان کی جدید تحقیق سے اکثر مغربی مفکرین بھی اب نظریہ ارتقاء کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور اسی نظریہ کو ماننے لگے ہیں۔چنانچہ پروفیسر شمٹ (Schimidt) نے لکھا ہے کہ علم شعوب و قبائل انسانی کے پورے میدان میں اب پرانا ارتقائی مذہب بالکل بے کار ہو گیا ہے۔ نشوونما کی مرتب کڑیوں کا وہ خوشنما سلسلہ جو ان مذاہب نے پوری آمادگی کے ساتھ کیا تھا۔اب ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور نئے تاریخی رجحانوں نے اسے اٹھا کر پھینک دیا ہے۔اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان کے ابتدائی تصور کی اعلیٰ ترین ہستی فی الحقیقت توحیدی اعتقاد کا خدائے واحد تھا اور انسان کا دینی عقیدہ جو اس سے ظہور پذیر ہوا وہ پوری طرح ایک توحیدی دین تھا۔[15]

گویا مذہب کے ساتھ انسان کا تعلق اس کی زندگی کے پہلے دن سے ہے۔ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا میں کئی مذہب وجود میں آئے ان میں کچھ تو زمانے کے حادثات کا شکار ہو گئے اور آج کوئی ان کے نام سے بھی واقف نہیں

---

[13] Schmidt, *The Origin and Growth of Religion :Facts and Theories* ,Trans. H.J. Rose (UK: Methuen & Company Limited, 1931), 242.

[14] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیمات (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، س ن)، 2/ 262۔

[15] Schmidt , *The Origin and Growth of Religion :Facts and Theories* ,242.

۔کچھ کا صرف تاریخ سے پتا چلتا ہے اور کچھ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں دنیا کے نقشے پر موجود ہیں۔آثار قدیمہ کے ذریعے بھی کائنات کے گم شدہ رازوں کو دریافت کرنے میں مدد ملی ہے اور مذہب کا ثبوت گذشتہ اقوام کے تباہ شدہ کھنڈرات اور عبادت گاہوں کی عمارتوں سے بھی ملتا ہے۔قدیم تہذیبوں کے مطالعہ سے بھی مذہبی فکر کے دنیا کے ہر حصہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہونے کے آثار کا پتا چلتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا[16] "اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا۔" آثار قدیمہ، علم الانسان اور جغرافیائی تحقیقات نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اب تک انسانوں کی کوئی مستقل جماعتی، قومی یا تہذیبی زندگی ایسی نہیں رہی ہے جو مذہب کی کسی نہ کسی شکل سے یکسر عاری ہو۔یہ چیز اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مذہب کا تعلق ضرور بضرور انسان کی کسی بہت بنیادی ضرورت سے ہے جس کے بغیر اس کی دنیوی زندگی اگر خطرے میں نہیں پڑے گی تو کم از کم سنگین بحران کا شکار ضرور ہو جائے گی۔[17] یہی نہیں بلکہ اس دنیا میں آنے والے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کا تعلق مذہب کی تاریخ کو واضح کرتا ہے۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کرام جو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے وہ بھی مذہب کے قدیم ہونے پر دلیل فراہم کرتے ہیں۔مکہ میں بیت اللہ کا وجود بھی مذہب کے قدیم ہونے کے بارے میں آگاہی دیتا ہے۔قدیم شاعری کے جو نمونے محفوظ ہیں ان سے بھی مذہبی تعلیمات کے اشارے ملتے ہیں، جیسے یونان کے ہومر (Homer) اور ورجل (Virgil) کی شاعری، حضرت ایوب علیہ السلام کی رزمیہ شاعری سفر ایوب، تورات میں محفوظ ہے، جو قدیم شاعری کا شاہکار ہے۔الہامی کتابوں میں خاص طور پر قرآن مجید میں دنیا کی قدیم قوموں (عاد و ثمود) اور ان کا اپنے پیغمبروں کے ساتھ رویہ بھی مذکور ہے۔قدیم ترین دساتیر اور ابتدائی قوانین و ضوابط کی جو بچی کھچی نشانیاں موجود ہیں ان میں مذہب کی تعلیمات صاف طور پر نظر آتی ہیں۔وہ قدیم مصری بادشاہ بطاح حوطب (Hoteb)(ساڑھے پانچ ہزار قبل مسیح) کی نصیحت الملوک ہو یا بابلی بادشاہ حمورابی (Hammurabi) (22ویں صدی قبل مسیح) کی الواح دستور۔وحی الٰہی کا محفوظ ترین نسخہ قرآن حکیم، جہاں قدیم آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے الہامی حصوں کی تصدیق کرتا ہے (تورات، زبور، انجیل و دیگر) وہاں انسانی تاریخ کو مذہب کے ساتھ وابستہ کرکے بیان فرماتا ہے۔[18]

مختلف قدیم شواہد سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مذہب نہ تو کوئی ارتقائی نظریہ ہے اور نہ ہی انسانی حالات کی پیداوار بلکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے انسانوں کو عطا کردہ وہ قیمتی تحفہ ہے جو انسان کے پیدا ہونے سے اس کے ساتھ ہے اور مرتے دم تک ساتھ ہی رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس بات کو واضح بیان کیا ہے کہ پہلا مذہب دنیا میں توحید

---

[16] البقرہ 2 : 131۔

[17] عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ نگر یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ، 1986)، 6-7۔

[18] ڈاکٹر مستفیض احمد علوی، تہذیب کا برزخ، 141۔

ہی تھا اور اس کے ماننے والوں کو مسلمین کہا جاتا تھا لیکن جب لوگ توحید کے راستے سے بھٹک گئے تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انبیاء کرام کو بھیجا۔

انسانی زندگی میں مذہب کا روحانی کردار

مذہب کی تعریفات کے تناظر میں مذہب کا انفرادی زندگی کے ان معاملات سے گہرا تعلق بنتا ہے، جو انسان تنہائی میں اپنے لیے محسوس کرے۔[19] گویا اسے مذہب نے کسی حد تک خدائی قوت کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ مشہور فلسفی پروفیسر الفرڈ نارتھ وائٹ ہیڈ(Alfred North Whitehead:1861-1947) لکھتے ہیں کہ مذہب اعتقاد کی وہ قوت ہے، جس سے انسان کا باطن پاک ہو جاتا ہے۔[20] اسے ایک روحانی حاسے سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔[21] مذہب انسان کو روحانی طور پر اتنا بلند کر سکتا ہے کہ وہ آسمانوں کو چھو لے۔ مشہور چینی مفکر لوزی (Laozi:533BC) نے مذہب کے لیے Tao کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا معنی راستہ اور اصول ہے،[22] جو انسان کو زمین سے بلند کرتا ہے اور آسمان سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ گویا مذہب انسانی عروج کا راستہ ہے، زمین سے آسمان تک۔ ہندومت سے متعلق مفکر اور سیاستدان جواہر لال نہرو (Jawaharlal Nehru:1889-1964)کے بقول:

> ہندوستان میں مذہب کے لیے پرانے زمانے میں "آریا دھرم" کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا، دھرم محض مذہب کے مفہوم سے کچھ زیادہ ہے اس کی اصل ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی برقرار رکھنا، دھرم کسی چیز کے اندرونی نظام یا اس کے آئینی وجود کا نام ہے، یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو سارے اخلاقی قوانین اور کل انسانی فرائض اور ذمہ داریوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یعنی مذہب کو دھرم کہتے ہیں جس کا معنی مقدس قانون ہے جو انسان کو برہما سے وابستہ کر دیتا ہے۔[23]

اعتماد اور سکون و اطمینان کو یقینی بنانا

---

[19] William James , *The Varieties of Religious Experience* (United States: Green & Co,1912), 31.

[20] Alfred North Whitehead , *Science and The Modern World* (New York: Simon and Schuster , 1997), 222.

[21] James Henry , *God or Man(* London : Henry Holt & Co,1933),10 .

[22] صلاح الدین ناسک، افکار سیاسی، مشرق و مغرب (لاہور: عزیز پبلشرز، 1980ء)، 440۔

[23] جواہر لال نہرو، تلاش ہند (لاہور: تخلیقات، علی پلازہ مزنگ روڈ، 2004ء)، 90۔91۔

انسانی زندگی میں مذہب تسکین کا باعث بنتا ہے اور انسانوں کو محفوظ ہونے کے احساس سے روشناس کرواتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہے تو اس سے انسان میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ خود میں ایک غیبی طاقت محسوس کرتا ہے۔ اس تجربے کو مختلف مذہبی روایات میں مختلف صورتوں میں بیان کیا گیا ہے دنیوی زندگی میں انسان قدم قدم پر مختلف پریشانیوں اور مصیبتوں کا شکار ہوتا ہے، اپنی تنہائی و بے بسی کا احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے جب وہ زندگی میں کسی بڑے سانحہ سے دوچار ہوتا ہے، ایسی صورت حال میں مذہب روشنی کی کرن بن کر انسان کے سامنے آتا ہے۔ اور زندگی میں پیش آنے والے بحرانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی انسان میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ مایوسی اور ناامیدی کے لمحات میں اس کا دفاع کرتا ہے۔ مذہبی آدمی ہر حال میں اپنے خالق و مالک پر اپنا اعتماد بحال رکھتا ہے اور کبھی بھی زندگی کی مشکلات سے ڈر کر مایوسی کا شکار نہیں ہوتا۔ وہ خود کو اپنے مالک کی حفاظت کے حصار میں محسوس کرتا ہے اور کبھی خودکشی کی کوشش نہیں کرتا۔ انسان جب زندگی میں مختلف مصائب میں پھنس کر حوصلہ کھو دیتا ہے، تو یہ مذہب ہی ہے جو نہ صرف ان دکھوں کو برداشت کرنے کی قوت دیتا ہے بلکہ اندھیرے میں امید کی کرن بن جاتا ہے۔ گویا مذہب دنیا میں انسانی دکھوں اور پریشانیوں کو دور کرنے اور خوشیوں کا ضامن بن کر آیا ہے۔

تہذیب و معاشرت کی تشکیل وارتقا

مذہب صرف خدا کی عبادت اور انفرادی طور پر روح کے سکون کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ یہ انسانی شعور کی وہ عظیم الشان باطنی قوت ہے جس سے معاشرے میں اجتماعیت اور روحانی رابطے قائم ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمدنی لحاظ سے بھی مذہب کی حیثیت معاشرے میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ مذہب کا تعلق انسانی احساسات کے ساتھ بہت گہرا ہوتا ہے اور مذہب ہی کے تحت انسان معاشرے کے لیے وہ اصول و قوانین متعین کرتا ہے جس کے ذریعے تمدن اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ایک منظّم اور مستحکم وجود حاصل کرتا ہے۔ اخلاقی اعتبار سے دیکھیں تو مذہب کے بغیر انسان مفاد پرست ہوتا ہے اور اپنے مفادات و احساسات کی تکمیل کے لیے کسی اخلاقی حد کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ مذہب نے نہ صرف انسان کو خاندان بنانے کا شعور عطا کیا بلکہ خاندان بنانے کے لیے ماں باپ کا ملاپ، رشتوں پر اعتماد، خاندانی نظام بنانے، سنوارنے اور آگے بڑھانے کا شعور مذہب نے ہی انسان کو عطا کیا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب مرد و زن کو آپس کے تعلقات مقدس طریقے سے جوڑنے کی تلقین کرتے ہیں، کیونکہ اس تعلق سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ مرد اور عورت کے رشتے کی مضبوطی معاشرے کی مضبوطی کو بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اتفاق و اتحاد، مل جل کر رہنا، بڑوں کی عزت و احترام، حقوق و فرائض کا تعین، چھوٹوں سے محبت و شفقت یہ سب کچھ کسی انسانی سوچ کی پیداوار نہیں بلکہ انسان کو مذہب کے عطا کردہ تحفہ کا مرہون منت ہے۔ مذہب دوران خون کی طرح معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں میں پیوست ہے، جیسا کہ اسلامی تہذیب و تمدن۔ اور بعض تہذیبوں میں مذہب تمدنی ڈھانچے میں

اپنا الگ وجود رکھتا ہے جیسا کہ مغربی تہذیب۔مذہب افراد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی مضبوط بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔مذہب میں اخلاقیات کے پہلو کا تعلق انسان کے معاشرتی معاملات کے ساتھ ہی خاص ہے ۔رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ،پڑوسیوں سے بہتر تعلقات ،یتیموں اور بیواؤں کے حقوق اور لین دین کے معاملات وغیرہ انسانی زندگی میں معاشرے کے افراد کے لیے رسم و رواج طرز حیات اور قوانین مذہب ہی متعین کرتا ہے۔

کسی بھی ملت کے نظام اخلاق ،نظام معاشرت اور تمدن کا دارومدار ان اساسی اصولوں پر ہوتا ہے جو اس قوم میں رائج مذہب فراہم کرتا ہے۔کیونکہ انسانی زندگی میں مذہب ہی ایک ایسا نظام ہے جو معاشرے میں افراد کے لیے وہ سب رسم و رواج ، قوانین ،طرز حیات اور دیگر معاملات طے کرتا ہے اور معاشرہ انہی ستونوں پر قائم ہوتا ہے۔باقی عام لوگ اسے خدا کی جانب سے عطا ہونے والی ناقابل انکار حقیقت سمجھتے ہیں۔اور اس سے منحرف ہونا گناہ سمجھتے ہیں۔لہٰذا وہ قوم انہی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی کے مسائل کا حل ڈھونڈتی ہے۔سارے تمدن کی تعمیر اور اس میں پائے جانے والے اخلاقی اوصاف انہی روایات اور نظریات پر ہے جو عوام الناس میں رائج ہوں۔بلاشبہ وہ قوت مذہب ہی ہے جو مختلف قسم کے معاشرے وجود میں لاتی ہے۔دنیا کے مختلف معاشروں کے اوصاف میں اختلاف کا سبب مذہب سے تعلق ہی ہے جن سے معاشرے تشکیل پاتے ہیں۔

معاشرہ جب ترقی یافتہ شکل اختیار کرتا ہے تو ریاست وجود میں آتی ہے۔اور ریاست میں ایک جگہ پر مختلف خاندان،ادارے، مختلف رہن سہن کے لوگ اور مختلف زبانیں بولنے والے کسی ایک سیاسی نظام کے تحت زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔یوں سمجھ لیجیے کہ ریاست بنانے کا تصور اور طور طریقہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہدایت کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہلا حکمران بھیجا اور بعد میں آنے والے انبیاء ان کے جانشین ہیں۔ریاست کو چلانے کے لیے اداروں کا قیام اور نظام حکمرانی بھی مذہب کی مرہون منت ہے ۔بچوں ،بوڑھوں ،کمزوروں اور بے سہارا افراد کے لیے سماجی اداروں کا قیام اس ہمدردانہ سوچ کا نتیجہ ہے جو مذہب نے انسان کو عطا کیا۔دنیا کی تمام اقوام وملت کسی نہ کسی ضابطے اور نظم کی پابند ہوتی ہے ،اور یہ نظم و ضبط مذہب کے بغیر ممکن ہی نہیں۔وحشی قبائل میں بھی کسی نہ کسی حد تک غلط سلط مذہب کا تصور پایا جاتا ہے۔کیونکہ مذہب کے بغیر انسان کی نہ تو روحانی پیاس بجھ سکتی ہے اور نہ ہی اسے قلبی سکون میسر آسکتا ہے۔مذہبی تصورات انسان کی سیاسی اور معاشی زندگی کو بھی براہ راست یا بالواسطہ متاثر کرتے ہیں۔مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق کی واضح مثال اسلامی ریاست میں تصور خلافت یا ماضی میں اَلسُّلطَانُ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔جب کہ معاشی زندگی پر مذہب کے اثرات کی مثال چینیوں کے اہنسا کو ایک قوم کی حیثیت سے فرض عین سمجھنا۔انہوں نے زراعت اور فوجی زندگی کو محض اس

بنا پر ترک کر دیا کہ اس میں کسی چھوٹی یا بڑی زندگی کے مرنے کا خدشہ تھا اور تجارت کو جینیوں نے بطور پیشہ اختیار کیا۔

مذہب خاندان، معاشرہ، ریاست سے بڑھ کر بین الاقوامی تعلقات میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ موجودہ دور میں ساری دنیا ایک آفاقی گاؤں (Global Village) کی صورت اختیار کر چکی ہے ایسے میں ریاستوں کی دوریاں کافی کم ہو گئی ہیں جس کا واضح ثبوت بین الاقوامی ادارے، تنظیمیں، معاشی ادارے، نظام حکومت، میڈیا، رسم ورواج وغیرہ کی صورت میں نظر آتا ہے۔ انسانی تمدن میں مادی، عقلی اور اشراقی تمدن کی صورتیں متوازن معاشرہ قائم کرنے میں ناکام ہو گئیں ہیں جب کہ اس کے برعکس مذہب کے زیر اثر پیغمبروں کی تعلیمات نے جو روحانی یا الہامی تمدن قائم کیا وہی انسان کو مسرت و انصاف کی ضمانت دے سکتا ہے۔ اس میں کچھ ایسے مستقل اخلاقی اصول ہوتے ہیں جن کی پابندی بھی ضروری ہوتی ہے اور وہ انسانیت کے حق میں ہر طرح سے مفید بھی ہوتے ہیں۔

دنیا میں قیام امن کے لیے سچے مذہب کے مطابق زندگی گزارنا بہت اہم ہے۔ دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں وہ اللہ کی ہدایتوں ہی کا نام ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ کچھ نیک لوگوں نے نیک نیتی کے ساتھ اور کچھ برے لوگوں نے بدنیتی کے ساتھ اللہ کی ہدایت میں اور باتیں بھی شریک کر لیں۔ اور پھر ان باتوں اور رسم ورواج نے اصل حقیقت کو مسخ کر دیا۔ ابوالحسن علی ندوی (Abul Hasan Ali Hasani Nadwi:1914-1999) اپنی کتاب مذہب و تمدن میں لکھتے ہیں کہ انسان کی تمام ظاہری اور باطنی قوتیں، اس کے حواس، اس کی عقل اور اس کا حاسہ باطنی، اس کا مشاہدہ باطنی سب اس کے ان اہم اور بنیادی سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ اور انسان نے اپنی پوری تاریخ میں ان قوتوں کے ذریعے جب ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی تو وہ اس میں ناکام رہا۔ اور ان مشتبہ اور قیاسی جوابات اور مفروضات پر جب اس نے اپنی زندگی اور تمدن کی کوئی عمارت بنائی تو اس کی بنیاد میں کوئی ایسی کجی پیدا ہو گئی جس سے اس کی دیوار ثریا تک کج رہی۔[24]

مذہب انسانی زندگی کے لیے اعلیٰ اخلاقی اصول فراہم کرتا ہے اخوت، مساوات، ایمانداری، برداشت، برابری، رواداری، قربانی، محتاجوں اور دوسرے رشتہ داروں کی مدد یہ وہ اخلاقی اصول ہیں جن کے بغیر ہماری زندگی میں توازن نہیں رہتا۔ اور زندگی نہ صرف افراتفری کا شکار ہو جاتی ہے بلکہ اکثر اوقات ختم بھی ہو جاتی ہے۔ مذہب کے بغیر اخلاقی اور سماجی خصوصیات کو حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ مذہبی عقیدے کی عدم موجودگی میں یہ اقدار اپنی اہمیت کھو دیتی ہیں اور اخلاقیات تنزلی کا شکار ہو جاتیں ہیں۔ جب کہ مذہب اسے نہ صرف انسانیت سے ہمکنار کرتا ہے بلکہ عبادات اور اخلاقیات کے اصول فراہم کر کے اسے سماجی اور معاشرتی لحاظ سے ایسا مفید انسان بنا دیتا ہے کہ وہ صرف اپنی زندگی کو خوش حال و خوشگوار بناتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے جینے کو قابل فخر سمجھتا ہے۔ برصغیر کے عظیم فلسفی شاعر ڈاکٹر

---

[24] سید ابوالحسن ندوی، مذہب و تمدن (کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، س،ن)، 65۔

علامہ محمد اقبال (1877-1938ء) اپنے خطبے میں فرماتے ہیں کہ مذہب ہی وہ ذریعہ ہے جس سے افکار و خیالات کی دنیا میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور جس کے سہارے ہم زندگی، قوت اور طاقت کے دائمی سرچشمے تک پہنچتے ہیں۔ یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ مذہب کی حیثیت دراصل اس اقدام کی ہے جو بالارادہ اسی لیے کیا جاتا ہے کہ اس اصول تک پہنچ سکیں جس پر فی الحقیقت قدروں کا دارومدار ہے اور جن کے سہارے ہم اپنے قوائے ذات کی شیرازہ بندی کر سکتے ہیں۔ [25]

مختصر یہ کہ انسانی معاشرے کی تشکیل و ارتقاء اور ترقی و پیش رفت میں مذہب نے نہایت موثر کردار ادا کیا ہے۔ سماجی زندگی میں عدل و انصاف کا قیام، ظلم واستبداد کے خلاف جدو جہد مذہب کا وطیرہ رہا ہے۔ تمدنی زندگی میں معاہدات، اقرار نامے اور عہد و پیمان کی پابندی مذہبی تعلیمات کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اخلاقی اور انسانی اقدار نے بھی ہمیشہ مذہب کے زیر سایہ پرورش پائی ہے۔

اسلام کے تناظر میں انسانی زندگی میں مذہب کا غیر معمولی کردار

قرآن حکیم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ دین سے مراد وہ انسانی ضابطہ حیات ہے جو باری تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، جو اس نے اپنے مبعوث کردہ انبیاکے ذریعے پوری انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لیے الہامی کتب کی صورت میں نازل کیا اور انبیاکے اسوۂ زندگی سے اس کی عملی شکل ظاہر کی ہے۔ یہ دین سلامتی اور تابع فرمانی کے اصولوں پر قائم ہے۔ اسی دین کا نام اسلام ہے جو رب العالمین کے ہاں انسان کا پسندیدہ طرز عمل ہے۔[26] قرآن حکیم میں دین اور اسلام مترادف معانی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اسلام کے لغوی معنی اطاعت و فرمانبرداری اور مکمل طور پر سر تسلیم خم کر دینے کے ہیں۔ امن و سلامتی اور قلبی سکون بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ لہٰذا اسلام مذہب کی مذکورہ بالا تعریفوں کے مقابلے میں ایک وسیع تر اور جامع وہمہ گیر مفہوم رکھنے والا نظام فکر و عمل ہے، جس کے تحت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تفصیلی نقشہ ترتیب پاتا ہے۔ اس کی زندگی کے سارے گوشے ہدایت و راہنمائی سے منور ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ خالق کائنات کی بندگی و اطاعت اور اس کے ساتھ قلبی تعلق کے ذریعے، امن وآشتی اور سکون وسلامتی کے سائے میں آجاتا ہے۔ خلیفہ عبد الحکیم (1896ء-1959ء) کے مطابق اسلام کی رو سے مذہب بجز اس کے کچھ اور نہیں کہ انسان عملاً اور موثر طریقے سے خدا پر ایمان لائے۔ اس کو کائنات اور حیات انسانی

---

[25]Muhammad Iqbal , *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* (London: Oxford University Press, 1934),145.

[26]ال عمران 3: 19۔

میں نظامِ عقل و اخلاق کا خالق اور ان قوانین کا مبداء اور نافذ کنندہ سمجھے جو اقدار کے تحفظ اور فلاح و بہبود کے قیام و ترقی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔اس کا فرض ہے کہ وہ خدا کو خود اپنے اندر اور بیشتر کائنات میں دریافت کرے۔[27]

خلاصۂ بحث

مذہب کا ہمیشہ سے انسانی زندگی میں اہم کردار رہا ہے۔آج بھی اس کے کردار کو منہا نہیں کیا جا سکتا۔ مذہب ہی ہے جو آج بھی انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں سکون و اطمینان اور حسن و خوبصورتی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ اللہ منتخب کیا ہوا آخری دین ہے۔ جو بھی اس کے دامن میں پناہ لے گا اور حقیقی طور پر اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا، وہ اس کو دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گا۔

27 Khalīfa Abdul Hakīm , *Islamic Ideology* (Lahore: Institute of Islamic Culture، 1951),85.